ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ڈاکٹر ثمرینہ لیاقت

اسسٹنٹ پروفیسر (معاہداتی)، شعبہ اردو، جامعہ اردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی

ڈاکٹر نادیہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ اردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی

ڈاکٹر عرفان اللہ

اسسٹنٹ پروفیسر (معاہداتی)، شعبہ اردو، جامعہ اردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی

اسلامی معاشرے کی تعلیم میں اردو حمد کا کردار

Dr. Samreena Liaquat
Assistant Professor(Contractual), Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi.
Dr. Nadia
Assistant Professor, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi.
Dr. Irfan Ullah
Assistant Professor(Contractual), Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi.

Role of Urdu Humd in Islamic Cultural Education

Urdu hamd is the way to describe characteristics of God,by this human relate his own soul to God,the relation between Human is so long so old from birth to death even after death too Human life rings with this relation,humd gives calm to heart of all Humanbeing even not only Human being but also all creatures of God relate his soul with humd.if there would not the concept of humd nether would be world created nor Human.leaf of tree,top of the mountain,rising the sun shinning the moon,all lose and wining, war and calm,love and hate,poverty and wealth,all concepts just use to tell the adress of greatest humd.for preaching Islam there were all sofyas who described the humd with the name of jikri in dub continent like shah rajoo,hazrat baba fareed,bahaudin zikria,shah mira je shamsul ashaq,muslim beginning and end starts azaan to namaz,its humd,then

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

when he starts his life he has to obey the orders of God its the orders are put fully faith on God,its also concept of humd.if we see the life of human he can't bring his soul out of this concept.although the communist who don't want to live with God they also can't live without God.in every step all humanity is to be bound in it.

Key Words: *Faith, jikri, soofya, humd, concept.*

حمد دراصل تعریف ہے ۔ اس بابرکت ہستی کی جو ہر چیز کا مالک ہے۔ ہر چیز کا جاننے والا ہے ۔ اگر ہم قرآن شریف کا مطالعہ کریں تو وہاں بھی جگہ جگہ اللہ تعالے خود اپنی حمد بیان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو حمد نہ صرف پسند ہے بلکہ وہ خود بھی اپنا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کہ دلوں کا سکون تو صرف ذکرِ خدا میں ہی ہے۔ دنیا و دین کی فلاح بھی اسی ذکرِ حمد، تعریف خدا میں ہے۔ ذکرِ خدا میں ہمارے لیے بیش بہا خزانے ہیں۔ سب سے بڑھ کر خدا کی رضا کا حصول ممکن ہے۔ اس دنیا میں جینے کا سلیقہ اور خاص کر جس مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے اس مقصد کا حصول ہی ذکرِ خداوندی سے ممکن ہو سکتا ہے۔ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا بلکہ اس دنیا میں جینے کا طریقہ بھی سکھایا۔ حمد کی اہمیت کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جب حضرت جبرائیل فرشتہ پیغام جب خدا کی طرف سے رسولؐ کے لیے پیغام لے کر آرہے ہیں تو فرماتے ہیں پڑھ اپنے رب کے نام سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف بیان کی -زمین آسمان کی جتنی حدوں کو دیکھا جائے خدا کی صناعی کے سوا کچھ نہیں- آذان بھی خدا کی تعریف ہے۔ نماز بھی خدا کی تعریف ہے۔ انسان کی ابتدا آذاں ہے اختتام نماز ہے۔ اور اس کی زندگی کا پورا حصہ اللہ کی فرمابرداری اور اللہ کی ہی رضا کے حصول میں وقف ہے۔ اگر غور کیا جائے تو بہترین انسانیت کے ساتھ ساتھ بہترین معاشرے کی ابتداء بھی حمد سے ہی ممکن ہے۔ بغیر حمد کے تو انسان اپنی ہستی تک کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ حمد ہی ہے جو نہ صرف خدا کو بندے سے قریب کرتی ہے. بلکہ بندے کو اپنے اندر موجود تمام خرابیوں کو دور کرنے میں مدد دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے تمام نام اس کی اپنی صفات ظاہر کرتے ہیں کہیں وہ غفار ہے تو کہیں قہار- کہیں رحمن ہے تو کہیں رحیم۔ الغرض خدا نے اپنی کتاب میں اپنے آپ کو جو مختلف ناموں سے پکارا ہے۔ وہ دراصل اس کی حمد ہی تو ہیں جو اس کی مختلف صفات کو اجاگر کر رہی ہیں۔ کہ وہ وہی قہار رہے وہی رحمن ہے وہی زوالجلال ہے وہی رحیم ہے۔ اللہ نے جو باتیں اپنی بھیجی ہوئی کتابوں میں کی ہیں وہ سب کتابیں جو مختلف انبیاء پر نازل کی گئی جن میں توریت، زبور، انجیل، وہ پرانے صحیفے ان تمام میں بھی اللہ نے اپنی صفات یعنی اپنی حمد بیان کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کھلا کرشمہ قرآن جو تمام انسانوں کے لیے وسیلہ رحمت وسیلہ علم وسیلہ نجات ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے جابجا اپنی حمد بیان کی ہے۔ سورۃ فاتحہ کے مضمون میں بھی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' ' بتایا گیا ہے۔ اللہ ہی کی تعریف اور صفات قرآن وحدیث میں ہر ہر مقام پر نظر آتی ہیں ہم ایک اسلامی معاشرے میں رہتے ہیں۔ چونکہ ہماری قومی زبان اردو ہے۔ قومی زبان ہی کسی قوم کے ذہن وقلب پر بہترین انداز میں اثر کرتی ہے وہ شاعری یا نثر جو ناشناسازبان میں ہو قاری صرف نظر کرکے گزر جائے گا اثر نہیں کرے گی۔ اس لیے بہترین شاعری ایسی شاعری جو ایک طرف قوم کے قلب و نظر کو سوارے، دوسری طرف اجتماعی لحاظ سے کارگر ثابت ہو وہ قومی زبان میں ہی کی گئی شاعری ہوتی ہے۔ شاعر نے انسان میں انفرادی اوراجتماعی دونوں سطح پر تعمیری تحیر پیدا کرتی ہے۔ تحریک پیدا کرتی ہے اور ترقی قوت رکھتی ہے۔ اور شاعری اگر حرص وحوس سے پاک ہو تو انسان کے حواسوں کے لیے کارگر ثابت ہوتی ہے۔ یوں تو شاعری کی سب ہی اصناف ہیں مگر سب سے بہترین صنف حمد ہے۔ حمد ایک ایسی صنف ہے جس میں بندہ خدا کے حضور اپنی جبین ناز کو اس طرح جھکاتا ہے اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو پالیتا ہے۔ حمد ہی وہ واحد ذریعہ ہوتا ہے جو بندہ کو روحانی دلی طور پر، دلی طور پر مضبوط بناتی ہے اسے جینا سکھاتی ہے۔ کائنات میں وہ کیوں بھیجا گیا ہے اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور وہ کون سی صفات پیدا کرکے کس طرح اپنی زندگی دنیا میں گزار کے خدا کی رضا کو پاسکتا ہے۔ ان تمام سوالات کا جواب حمد ہی بندے کو دیتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے تم زمین پر میرا ذکر کرو، میں آسمان میں تمھارا ذکر کروں۔۔ دلوں کا سکوں چاہتے ہو تو ذکرِ خدا کرو بے شک دلوں کا سکون خدا کے ذکر میں ہے۔ اور خدا کا ذکر کیا ہے خدا کی حمد ہی تو ہے خدا کی تعریف ہی تو ہے ۔ الغرض دل اور جہاں میں سکون کا ذریعہ حمد ہے۔ خدا کی حمد میں اقبال بھی فرماتے ہیں:

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الااللہ اللہ کے آگے سربسوجدگی ہی انسان کو اپنے آپ سے ملاتی ہے۔ خدا کا عشق ہی حمد کہلواتا ہے حمد لکھواتا ہے۔ اور حمد سے ہی خدا کا عشق دل میں موجزن ہوتا ہے۔ حمد ایک ایسا دریا ہے جس میں ڈوب کر ہی حیات جاودانی ممکن ہوتی ہے۔

> اللہ تبارک تعالیٰ کی تعریف وتوصیف بیان کرنا حمد کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الذاریت میں فرماتا ہے" ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"[(۱)]

اس آیت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالے کو اپنی تعریف و توضیح کس قدر پسند ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں بھی کئی مقامات پر حمد کہنے کا حکم دیا گیا۔ یہاں تک کہ نماز بھی ایک حمدیہ عمل ہے۔ یوں تو جب سے

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

انسان پیدا کیا گیا ہے اس پر حمد واجب کر دی گئی ہے۔ اور ہر مذہب کے ماننے والے اپنے طریقے سے خدا کی تعریف بیان کرتے آئے ہیں لیکن دین اسلام میں حمد اللہ تعالیٰ کی نہ صرف یکتائی کا اقرار کرنا ہے بلکہ اس بات پر ایمان بھی لانے کا نام ہے اللہ کی محبت تمام جہانوں کی محبت پر غالب ہے۔ جہاں تک اردو میں حمد لکھنے کا تعلق ہے بہت سے شاعروں نے اپنے اپنے انداز میں اللہ کی حمد بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ضمن میں طاہر سلطانی اردو حمد کے ارتقاء میں یوں رقم طراز ہیں :

> ''اردو میں اوّلین مجموعہ حمد 'دیوان ایزدی' ۱۳۲۷ ہجری میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ اس مجموعے کے خالق مفتی محمد سرور لاہوری ہیں اور دوسرا مجموعہ حمد مظہر خیر آبادی کا نذرِ خدا کے نام سے ۱۹۰۸ء میں کانپور سے شائع ہو''(۲)

حمد یہ انتخاب میں بھی کئی نام مشہور ہیں۔ یوں تو اب تک اردو حمد کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں لیکن اس خاص صنف کو نہ صرف رباعیات، دوہے، قطعات، غزلیات، نظمیات، مثنویات الغرض شاعری کی تمام صنفِ سخن میں شامل کیا گیا ہے۔

کلاسیکی اور عہد حاضر کے شاعروں میں سے کم ہی ایسے شاعر ہوں گے جنھوں نے اپنی شاعری کو حمد یہ شاعری سے مشرف بانہ کیا ہو۔ ان شاعروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

امیر خسرو ایک بڑا نام ہے جو شاعری میں نمایاں ہے۔ آپ نے بھی جو اردو لغت لکھی اس میں بھی حمد یہ اشعار شامل ہے۔ جن میں ایک شعر بڑا مشہور ہے:

''خالق باری سرجن بار
واحد ایک بڑا کرتار''(۳)

جمیل جالبی کے بقول ''امیر خسرو ہند و مسلم ثقافت کی وہ زندہ علامت ہیں کہ رہتی دنیا تک وہ اس تہذیب کے اوّلین نمائندے کی حیثیت سے یاد گار رہیں گے۔۴ آپ نے ۱۱ بادشاہوں کی شہنشاہی دور دیکھے اردو حمد میں دوسرا بڑا نام فخر دین نظامی کا بھی آتا ہے۔ ۱۳۹۶ء میں لکھے گئے ان حمد یہ اشعار کا کلام درجہ زیل ہے۔

گسائیں تمھیں ایک دنہ جنگ ادار
برو برو نہ جگ تمھیں دینہار
چنہار انگھے وچنہاں توں

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

رہنبار بچھیں بہ رہنہار توں
بنانے والا آگے بنانے والا تو
رہنے والا پیچھے رہنے والا تو(۵)

شیخ باجن بھی ایک بڑا نام حمد یہ شاعری میں گزرا ہے آپ کا زمانہ ۱۵۰۶ـ ۱۳۸۸ تک ہے۔ آپ نے حضرت بابا فرید گنج شکر "۱۲۶۵ تا ۱۱۷۳" کے کچھ حمد یہ اشعار اپنے مجموعے میں شائع کیے ہیں۔ ان میں ایک حمد یہ قول درجہ ذیل ہے:

جس کا سائیں جاگتا
سو کیوں سوے داس(۶)

اس زمانے کے صوفیاء کرام کے اشعار زیادہ تک ایسی اردو میں ہوتے تھے جو ہریانہ سے ملتی جلتی تھی کیونکہ اردو زبان کا آغاز جس زبان سے ہوا وہ اابھرنش زبان تھی۔ جو ابھیر قوم کی زبان تھی۔ یہ قوم قدیم عیسوی دور کے ابتدائی دور میں برصغیر میں داخل ہوئی اسی قوم کی زبان ابھرنش مختلف علاقائی زبانوں کے ساتھ مدغم ہوتی رہی۔ کہیں ماگدبھی ابھرسی، کہیں شورینی ابھرنش کہیں ساچی ابھرنش کے نام سے مشہور ہوئی۔

کہیں اردو زبان کا آغاز شورینی ابھرنش سے ہو رہا ہے. اس زبان نے دوسری پنجابی، گجراتی کھڑی بولی برج بھاشا، راجستانی زبانوں میں ایک سنگم پیدا کیا مسلمانوں کے آنے سے پہلے اس زبان کا اثر بقول جمیل جالبی "بنگال سے پنجاب، سندھ کشمیر، گجرات وراج پوتانہ شمالی ہند نیپال سے مہاراشٹر تک جاری تھا۔ دیسی زبانوں کے ساتھ مل کر اس نے ہر علاقے میں نئی آریائی زبانوں کی پیدائش میں مدد دی۔۔۔۔۔ شورینی کا اثر پنجاب راجپوتانہ اور گجرات کے ذریعے سندھ ملتان میں پھیلا ہوا تھا۔(۷)

اس بات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ابتدائی زمانے میں جب صوفیاء کرام محمد بن قاسم کے دور سے برصغیر میں آنا شروع ہوئے تو جس زبان میں انھوں نے عشق الٰہی کی روشنیاں پھیلائیں۔ وہ شورینی ابھرنش سے ہی نکلی ہوئی قدیم اردو ہے۔ اس کے لہجے میں ہریانوی اثر کی وجہ سے اردو کا آغاز پنجاب سے جوڑا جانے لگا۔ درحقیقت پنجاب میں بھی یہ زبان ہریانوی لہجے میں پہلے سے موجود تھی۔ اس لیے قدیم ادوار کی حمد یہ نظموں کے لہجوں میں پنجابی لب ولہجہ نکل آیا ہے۔ شیخ عبد القدوس گنگوہی ۱۵۳۸ـ ۱۴۵۵ آپ برج بھاشا یعنی قدیم اردو میں عشقِ حقیقی میں ڈوب کر شاعری کرتے تھے۔ الکھ داس تخلص رکھتے تھے ان کی کتاب رشد نامہ میں عشقِ حقیقی کے کئی اشعار موجود ہیں ان

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کے علاوہ بھی اس دور میں کئی شاعر گزرے ہیں جنھوں نے حمدیہ شاعری کی۔ خدا کی وحدانیت، عظمت، عرفان بیان کر کے دعوتِ حق کی تبلیغ اس دور کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

صوفیاء کرام کے زمانے میں حمدیہ شاعری بنام جکری کی جاتی تھی۔ جو کہ ذکر" جکر" سے ماخوذ ہے۔ خزائن رحمتہ اللہ کتاب میں شیخ باجن جن کا تذکرہ پہلے بھی آچکا ہے آپ نے جکری کی تعریف کی۔ اس میں عشق الٰہی میں شاعری دوہوں اور گیت کی صورت میں آسان اور عام فہم زبان میں کی جاتی ہے۔ اس میں عام طور پر خدا کا ذکر قلبی واردات، پیر و مرشد ذکر رسول روحانی شاعری کے لیے بھی یہ لفظ جکری استعمال کیا جاتا تھا۔[۸]

قطب شاہ اور قلی قطب شاہ قطب شاہی دور کے نامور بادشاہ گزرے ہیں۔ انھوں نے بھی حمد کے کچھ اشعار لکھے تھے. عبداللہ قلب شاہ نے بھی اپنی کلیات میں محمد کہی ہے۔ جس کے کچھ اشعار درجہ ذیل ہیں:

دلا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دویگا
سعادت کی تیرے بات سر انجام دویگا
اگر تیری نظر کام اپر ہے تو سدا صدق
اُسوں لا کر اسے یاد کروئے آرام دویگا[۹]

یوں تو قطب شاہی دور کے بادشاہ شاعری سے بہت رغبت رکھتے تھے۔ خود قلی قطب شاہ کے ایوان میں بھی رنگوں، موسموں، جذبوں پر شاعری نظر آتی ہے۔ قلی قطب شاہ جدت پسند شاعر تھا اس نے شاعری کے لیے نت نئے موضوعات کو چناوہ بھی جب اپنے سلام کی ابتدا کرتا ہے تو دل کو حمد باری تعالیٰ سے یوں منور کرتا ہے:

تمھیں جگ کا سامیا یا حفیظ
تمھیں جگ کوں سر جائیا یا حفیظ
جو کوئی ہیں درماندے ان کوں سوا
تمھیں کرنے ہارا د یا یا حفیظ
تیرے دوست کے باٹ کی گرد تھے
دے منج نین کوں تو تیا یا حفیظ
بحق علی قطب بندے پہ جم
لیا دھر میا ہر میا یا حفیظ[۱۰]

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

سراج اورنگ آبادی نے بھی حمدیہ اشعار کہے، جو درج ذیل ہیں:

دیکھا ہے سراج آتش خاک آب و ہوا کوں
سب میں صفتِ ذات الٰہی نظر آئی (۱۱)

میرزا محمد رفیع سودا قصیدہ میں ایک بڑا نام ملتا ہے آپ سے بھی حمدیہ کئی اشعار منسوب کیے جاتے ہیں غالب، میر تقی میر نے بھی حمدیہ شاعری میں اپنی اپنی عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے۔ دورِ حاضر میں اردو حمد میں خواتین نے بھی لکھا۔

اردو کے حمدیہ مجموعوں میں اوّلین حیثیت دیوانِ ایزدی ایک صد صفحات پر مشتمل حمدیہ مجموعے کو حاصل ہے، یہ تصنیف سرور لاہوری کی ہے۔ آپ عشق حقیقی میں اپنا سب کچھ قربان کردینے کو عشق کا پہلا قدم تصور کرتے ہیں۔ مفتی سرور لاہوری۱۸۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی شہر لاہور تھا۔ ۱۸۹۰ء میں اشعار لکھے۔ (۱۲)

مفتی غلام سرور لاہوری پورا نام ہے بقول سرور سلطانی آپ کے مجموعے حمد دیوانِ ایزدی کو حمدیہ مجموعات میں اوّلین حیثیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں:

جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا
پردہ دار پردہ وحدت خدا موجود تھا
صفحہ ایجاد پر جاری نہ تھا جس دم قلم
سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا (۱۳)

مفطر خیر آبادی بھی حمد نگاری میں ایک اہم نام ہے۔ ان کا حمدیہ مجموعہ نذرِ خدا۱۹۱۲ء میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ عائشہ امۃ اللہ تسنیم بھی حمدیہ شاعری میں ایک بڑا نام ہیں۔ ۱۹۰۹ء میں آپ کی ولادت بریلی میں ہوئی۔ ۱۹۷۶ء میں انتقال فرمایا۔ مذہبی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی حمد کے درجہ ذیل اشعار مشہور اشعار ہیں:

تسنیم پہ کریم نے اپنا کرم کیا
تاریخ ساز باب کرم کردیا عطا
حمد و ثنائے رب بڑا بے مثل کام ہے
باب کرم کا ثمرہ یہاں صبح وشام ہے (۱۴)

اگر ہم کچھ صدیاں اور پیچھے جائیں تو ہم دیکھیں گے کہ ہر دور میں معاشرے کے سدھار اور اس کی تعلیمی تربیت کا حمد ہی سہارا بنی۔ حمدیہ شاعری میں ہی کئی مسائل تصوف بھی بیان کر دیے جاتے تھے۔ اسی طرح میراں جی شمس العشاق کی حمدیہ شاعری بھی معاشرے کے سدھار کا سبب بنی:

تو قادر کر سب جگہ سب کو روزی دیوے
تو سبھوں کا داتا بینا سب جگ تجھ کو ہوئے
ایکس مائی مولی دیوے ایکس مائی یاج
کیتوں بھیکھ مگوادے کیتوں دیوے راج (۱۵)

آج کے دور میں بھی حمد اپنے انداز سے لکھی جا رہی ہے۔ شاعر علی ارمغانِ حمد عبد السلام طور - عائشہ امۃ اللہ - لالہ مرزی - مسرور بدایونی، انوار عزمی، شیبا حیدری، جمیل مظہر، اجمل نقش بندی، یونس ہویدا، مشکور حسین، سائرہ تشنہ، راغب مراد آبادی، تنویر، الغرض بہت سے شاعر حمدیہ شاعری میں اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔

اگر لفظ حمد پر غور کیا جائے تو یہ دراصل خدا کی تعریف ہے۔ جب کسی غیر مسلم کو دائرہ اسلام میں لایا جاتا ہے۔ تب بھی یہ حمدیہ کلمات کہلائے جاتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ حمدیہ کلمات کہہ کر ہی وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس سے حمد کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ حمد اللہ کو کتنی پسند ہے۔ آخر کیوں! وجہ یہ ہے کہ حمد سے ہی ہمارے اندر وہ صفات پیدا ہوں گی جو اللہ ہم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ جب ہی ممکن ہے جب ہم کائنات میں پھیلا ہوا ذرّہ ذرّہ، کوچہ کوچہ، جس حمد کی گواہی دے رہا ہے اس کو سمجھیں۔ حمد کا تصور اللہ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں" کو سمجھیں۔ اور ہم اسی وقت اس کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں جب ہم اس کے اردو ترجمے پر غور کریں۔ جب انسان کو اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ اسے پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے۔ زندگی، موت، عزت، رزق دینے والا صرف اللہ ہے۔ وہ شرک سے کنارہ کش ہو جائے گا۔ دوسرے لوگوں کو خدا کی طرح سمجھنا چھوڑ دے گا۔ الغرض اس کی زندگی کا محور ہی بدل جائے گا۔ نہ صرف انفرادی طور پر وہ اپنی زندگی بہتر بنائے گا بلکہ اجتماعی طور پر بھی معاشرے میں نیکی کا احساس پیدا ہو گا۔ اگر ہمیں اپنے معاشرے کی تعلیم و تربیت بہترین بنانی ہے۔ اسے دوسری دنیا کے لیے مثال بنانا ہے تو ہمیں حمدیہ عناصر سے معاشرے کو روشناس کرانا ہو گا اور اسی زبان میں کرانا ہو گا جو لوگوں کو با آسانی سمجھ آ سکے۔ جو ایک اجتماعی زبان ہو۔ کوئی بھی نظریات اجتماعی زبان کے ذریعے کسی قوم میں منتقل کرنا بڑے بڑے مقاصد

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کو حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جیسا ہندئوں نے بنگالی زبان رسم الخط کے ساتھ کیا اور اس کو ہندو آنہ تہذیب سے جوڑنے کی سازش کی۔ پہلے یہ عربی رسم الخط میں تھی۔ پھر بنگالی زبان کا رسم الخط ہندی کر دیا گیا ہے جو بائیں ہاتھ سے شروع کی جانے لگی۔ یہ پہلے عربی رسم الخط میں تھی۔ اور دائیں ہاتھ سے شروع کی جاتی تھی۔ جس طرح اردو لکھی جاتی ہے۔ پہلے بنگالی کا رسم الخط بھی دائیں ہاتھ سے شروع ہوتا تھا۔

فصل احمد کریم فضلی اپنے مقالے مسلمان بنگلہ کی جگہ ہندی بنگلہ کیسے آئی اور اب مسلمان بنگلہ کیسے آئے ہیں۔ میں وجوہات بیان کرتے ہیں کہ گذشتہ صدی کے اواخر تک مسلمان بنگلہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی مگر نہرو ودیا ساگر اور بنکم چندر نے مسلمان بنگلہ کی کے بجائے ہند بنگلہ رسم الخط کو جاری کر دیا۔ پڑھانے والے بھی ہندو اساتذہ تھے۔ جن کا مقصد ہندو ازم کا پرچار تھا۔ ان ہی اساتذہ سے تعلیم پانے والے شاگردوں نے لسانی فتنہ کھڑا کیا۔ مسلمان بنگلہ کی جگہ ہندو بنگلہ کو لایا گیا بلکہ اس میں سنسکرت کے الفاظوں کو اردو الفاظوں سے زیادہ جگہ دی گئی۔۱۶

پھر مولانا ذالفقار علی جو بنگال میں سرکاری ملازمت پر فائز تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی بذریعہ زیارت رسول وحکم رسول اللہ کے صرف اسی کام میں وقف کر دی کہ ہندی بنگلہ کو واپس اردو بنگلہ میں تبدیل کیا جائے اس کے لیے پریس بھی انھوں نے بنگال میں قائم کیا۔ اب اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زبان کی اہمیت کس قدر ہے اور ہماری زبان اردو یہ خوش نصیبی رکھتی ہے کہ عربی رسم الخط میں ہے۔ عربی الفاظ نہ صرف سمجھ سکتی ہے بلکہ ہدایات واحکامات الٰہی کی بجا آوری کے لیے اپنے اندر وسعت بھی رکھتی ہے۔ کہ بس ملک میں رہنے والا، ہر علاقائی زبان بولے والا نہ صرف اپنا اظہارِ خیال کر سکے بلکہ اس کو دوسروں کو بھی سمجھا سکے۔ خود بھی عمل پیرا ہو سکے۔ تو وہ صرف قومی زبان ہی ہو سکتی ہے۔ ہماری قومی زبان خوش قسمتی سے اردو زبان ہے۔ جو عربی رسم الخط پر مبنی ہے۔ یہ بھی اس زبان کی خوش نصیبی ہے کہ یہ عربی لب ولہجہ اپنے اندر سمو سکتی ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ حمدیہ عناصر کو معاشرے میں رہنے والا ہر فرد اپنا سمجھے اور اس پر عمل پیرا ہو۔ اگر اسے اردو شاعری میں، اردو نثر میں پیش کیا جائے تو معاشرے کا ہر فرد بنا کسی مشکل کے حمدیہ شعریہ عناصر کو نہ صرف سمجھ سکتا ہے بلکہ اس پر کاربند ہو کر اپنی اور اپنے اطراف تمام لوگوں کی زندگی بہترین بنا سکتا ہے۔

حمد کا پہلا عنصر کیا ہے۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ عربی میں تمام لوگ دن میں کئی بار کا پہلا کلمہ پڑھتے ہوں گے ہماری خواتین، بچے، مرد، بوڑھے سب ہی پڑھ رہے ہوتے ہیں چونکہ عربی میں ہوتا ہے۔ تو اس کلمے کو اردو کے ترجمے کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ بہتر طور پر اس کو سمجھنے والا یہ مان جائے گا کہ پیدا

کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔ تو لوگوں سے کیوں ڈرا جائے، ان کے آگے کیوں وہ گڑ گڑائے اور جس خدا نے پیدا کیا ہے اسی کے حکم پر عمل کر کے دنیا و آخرت کیوں نہ بہتر بنائی جائے۔ اپنے اندر سے تمام برائیوں کو اس لیے ختم کیا جائے کہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے جو ہمیں موت دیتا ہے، جو رزق دیتا ہے۔ جو ۷۰ ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے اسی کی رضا کے مطابق زندگی گزاری جائے۔

پھر جو رسولؐ دیں اسے لے لو، جس سے منع کریں اس سے روک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔[۱۷]

حمد کے اس عنصر کو سمجھ کر ہی یہ احساس ہو گا۔ قرآن کے ساتھ سنت و حدیث پر بھی عمل کرنا ہے۔ اب سنت و حدیث کیا ہے جس خدا نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ ہیں آپؐ کی تمام ہدایات و اعمال جن پر ہمیں عمل کرنا ہے۔ اب اس سے ہو گا کیا؟ یہی کامیابی کی کنجی ہے۔ نہ صرف ایک بندہ خود اپنے آپ کو سدھارے گا بلکہ وہ خدا کی صفات کے اقرار کرتے ہوئے، مانتے ہوئے نہ صرف اپنا فرض ادا کرے گا بلکہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی بھی بہتر بنائے گا اور معاشرے سے تمام برائیاں بھی دور ہوں گی۔ ہماری تمام روایتی اقدار میں حمد ہی پنہاں ہے جسے ہمیشہ سچ بولنا:

جھوٹ نہیں بولنا ہے یہ کہ اللہ کو پسند نہیں

حد سے نہیں گزرنا اللہ سزا دے گا

کسی کا حق نہیں مارنا اپنے تمام فرائض ادا کرنا ہے۔ کیوں کہ اللہ کا حکم ہے۔ پڑوسی کو خوش رکھنا ہے کیوں کہ یہی حکم خداوندی ہے۔ نماز، روزہ، زکواۃ، حج، یہ تمام عبادتیں بہترین اسلامی معاشرے کی بنیادیں رکھ رہی ہیں۔ ان میں کیا ہے حمد ہے۔ اللہ کی صفات کا اقرار ہے۔ اور اس اقرار کے بعد اس کی دی ہوئی حدوں کو توڑنے سے بچنا ہے۔ اللہ کے حکم پر عمل کیا برائیوں سے بچ گئے۔ نتیجہ بہترین انفرادی و اجتماعی زندگی۔

اسلامی معاشرے کی تعلیم و تربیت میں شاعری کی اس صنف نے جتنا کردار ادا کیا اتنا کوئی اور صنف نہ کر سکی۔ جب بھی معاشرہ بگڑا، معاشرے کو سدھارنے کے لیے حمد کو اپنایا گیا۔ وہ چاہے خواجہ الطاف حسین حالی کی مسدس حالی ہو یا اقبال کی نظم آذان۔

خواجہ میر درد اپنی حمدیہ شاعری میں عشقِ حقیقی سے اس طرح مسرور ہیں:

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا[18]
مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا
حقّا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
جس مسندِ عزت پہ ہو کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گزر ہوے تعقل کے قدم کا[19]

اگر دورِ متقدمین میں اوّل میں چلے جائیں تو وہاں بھی جس قدر بھی صوفی عالم بزرگ معاشرے کو سدھارنے کے لیے ان سے بدعات کے خاتمے کے لیے، معاشرے کو تمام حوادث وبرائیوں سے پاک کرنے کے لیے حمد کو ہی ذریعہ تبلیغ بنایا جن میں شاہ راجو، رسالہ راجو میں شاہ میراجی شمس العشاق خوش نامہ میں اور آگے بھی اولیاء کرام اردو زبان میں حمد کے نذرانے خدا کے حضور پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ان بزرگانِ دین نے نہ صرف حمد لکھ کر معاشرے کی تعلیم وتربیت کی بلکہ حمد کا اعلیٰ نمونہ اسی طرح پیش کیا کہ اپنی ذات سے خدا کے حضور اس کی حمد کے ساتھ کس طرح سر بسجود ہوا جائے کس طرح اپنی زندگی گزاری جائے۔ یہ خدا ہی کی عطا تھی۔ اللہ نے ان کو لوگوں کی اصلاح وتربیت و تعلیم کے لیے وسیلہ بنایا۔ حمد خدا سے نہ صرف انھوں نے اپنی زندگیوں کو بہتر بنایا بلکہ پورے معاشرے کی تعمیر نو ہوئی۔ یہ ان ہی برزگانِ دین کی تعلیم تھی کہ اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہوا۔ اور مسلمانوں نے ۱۲ء سے ۱۸۵۷ء تک برصغیر میں حکومت کی۔ زوال کی وجہ بھی حمد سے دوری تھی۔جب بادشاہ خدا سے دور ہوئے اس کی صفات اس کی حمد سے دور ہوئے اس کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

اسلامی معاشرے کی جب جب تعمیر نو کی ضرورت پڑی تب حمد ہی کا سہارا لیا گیا۔خواجہ الطاف حسین حالی مسدس حالی میں مسلمانوں کے زوال کا سبب خدا سے دوری ہی بناتے ہیں۔ اور ہر تباہ حال دور میں جب جب معاشرے کو حالت سدھارنے کے لیے راہ نما نکلے۔ دین حق کی تبلیغ سے ہی امت مسلمہ کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اقبال نے بھی اپنی شاعری میں حمد سے ہی کام لیا ہے۔ خدا کی وحدانیت توحید اور عشقِ الٰہی میں زندگی بسر کرنا ہی اقبال کی شاعری کا مقصد ہے۔

اقبال کے نزدیک بھی امت مسلمہ جب ہی ایک ہو سکتی ہے معاشرہ جب ہی تمام برائیوں سے پاک ہو سکتا ہے۔جب وہ خدا سے عشق پیدا کرے۔ اور جب خدا کا عشق دل میں گامزن ہوتا ہے تو جسم کا انگ انگ دل کی ہر

دھڑکن اور زہن کا ہر گوشہ حمد کہنا شروع کرتا ہے۔ ذکر کرنا شروع کرتا ہے۔ انسان اپنے آپ کو اپنی خودی کو پالیتا ہے۔ جب وہ خودی کو خدا کے عشق میں قربان کر دیتا ہے تو نفس کے ضبط کو پاتا ہے۔ بات کہنا سیکھتا ہے۔ ظلم کے آگے ڈٹ جاتا ہے۔ جھوٹ نہیں بولتا۔ کسی کے آگے جھکتا نہیں۔ الغرض آذان و نماز کی صورت میں وہ خدا کی حمد بیان کرتے ہوئے اللہ سے عہد کر رہا ہوتا ہے کہ وہ آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کرے گا جو خدا کو پسند نہیں۔ اس طرح ناصرف انسان اپنے قلب کو صاف رکھتا ہے بلکہ پورے معاشرے کے سدھار کا سبب بنتا ہے۔

اس لیے اسلامی معاشرے کی فلاح حمد میں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے جو جو اسلامی مالک ہیں اپنی اپنی شناساز بانوں میں حمد کہنے کے رجحان کو بھی پھیلائیں۔ پاکستان کی زبان بحیثیت قومی اردو زبان ہے۔ یہ وہ اردو زبان ہے جو تمام لوگوں کے اظہار کا مشترکہ ذریعہ ہے۔ اس لیے اس زبانِ اردو میں کہی ہوئی بات پاکستان میں زیادہ اثر کرے گی وہ چاہے شاعری ہو یا نثر ہو۔ دونوں طریقوں سے ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ صرف حمد کو سمجھا جائے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جائے تاکہ معاشرے کی اس طرح تعلیم و تربیت ہو سکے۔ جو امتِ مسلمہ کے لیے مثال بن جائے۔ آج ہمارے ملک پاکستان میں جس قدر بھی مسائل ہیں۔ وہ اس لیے ہیں کہ ہمارے گھر ہماری چار دیواریاں، ہماری مکاتب، ہمارے مدارس، ہمارے مبلغ، ہمارے ذرائع ابلاغ حمد کے اصل مقصد سے دور ہیں۔ حمد دراصل کیا ہے۔ یہ خدا سے وہ عشق ہے وہ تعریف ہے وہ ذکر ہے جو پیدائش کے وقت آذان سے شروع ہو کر فناء حیات تک نماز پر ہی محیط نہیں بلکہ یہ کبھی نہ ختم ہونے والا ایسا سفر ہے جس کی منزل دیکھنے کے لیے انسانی آنکھ کی حد ناکافی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ پاکستان میں جہاں جہاں عوام کی رسائی ہے۔ جہاں عوام اپنا وقت زیادہ گزارنا پسند کرتے ہیں ان میں بھی حمدیہ عناصر کو شامل کیا ہے وہ تمام صفات روایات ہدایات، جن کو پڑھ کر سمجھ کر معاشرے کے باسی اپنی زندگی بہترین بناسکتے میں شامل کیا جائے۔ اور زندگی کا کوئی شعبہ، کوئی گوشہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جس میں انسان کو یہ تعلیم نہ دی جائے کہ بہترین زندگی کیسے بنائی جائے انسان کی زندگی کے بعد جو زندگی ملنی ہے وہ انسان اپنے اعمال سے کیسے بہتر بنا سکتا ہے۔ خدا کا عشق کیا ہے اس کی صفات کیا ہیں۔ اللہ نے ہمیں کس مقصد کے لیے دنیا میں بھیجا ہے۔ ہمیں کن باتوں سے بچنا ہے اور کن باتوں کو پکڑنا ہے یہ سب ہمیں حمد سے سیکھنا ہے۔ پورا قرآن، حدیث و سنت یہ سب حمد کی تشریح میں بیان کرتی ہے۔ بس ہم اللہ کی رسی کو اسی حمد سے پکڑ کر مضبوطی سے تھام کر اپنی زندگی اور موت بہترین بناسکتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے ذرائع ابلاغ یعنی ٹی وی ڈراموں، خبروں، مختلف ٹی وی شوز کو اس مقصد کے لیے حکومتی اور نجی سطح پر استعمال کرنا چاہیے۔ حمد صرف شاعری نہیں ہے بلکہ حمد دراصل اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ پیدا کرنے والی اللہ کی ذات ہے۔ وہی مالک کل ہے۔ رزق، موت، دنیا آخرت کے تمام فیصلے اسی کے حکم کے محتاج ہیں۔ کائنات کا کوئی ذرّہ نہیں جو اس کی ملکیت سے باہر ہو۔ بندوں کا اپنی بندگی کو محسوس کرنا اس کا اقرار کرنا اور اپنے خدا کے حکم پر چلنا یہ سب حمد کے ہی عناصر ہیں۔ الغرض وہ تمام اخلاقی اصول وضوابط وہ معاشرے کو بہترین بنانے میں کام آسکتے ہیں۔ دراصل السلامی اصول وضوابط ہی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹاک شوز میں، ڈراموں میں بجائے فالتو غیر ضروری اور ہیجان انگیزی دکھانے میں وقت کا زیاں نہ کیا جائے اور ہمیں تعمیری اور اسلامی روح کو بیدار کرنے والی چیزوں کو زیادہ روشناس کرایا جائے۔ ایسی کہانیاں بیان کی جائیں جو اسلام سے قریب ہوں۔ ٹاک شوز میں ایسی باتوں پر زور دیا جائے اور اہمیت دی جائے جو بہترین اسلامی ترغیبات کا باعث ہوں تاکہ معاشرے سے تمام نقائض کا خاتمہ ہو سکے اور یہ جب ہی ممکن ہے جب حمد کو اس کے تصور کو نہ صرف سمجھا جائے بلکہ اس پر پوری طرح عمل کے ذرائع معاشرے میں پھیلائے بھی جائیں تاکہ ہمارا معاشرہ اسلامی معاشرے کی عمدہ مثال بنے اور خوب ترقی کرے۔ کیونکہ انسان اپنی زندگی حمد کے پوشیدہ عناصر سے ہی بہترین بنا سکتا ہے۔ مسلمان تو مسلمان وہ لادینی لوگ جو خدا کے تصور کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے در حقیقت خدا کے تصور کے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ بہترین معاشرتی اخلاقی صفات صرف اور صرف حمدِ باری تعالیٰ میں ہی پوشیدہ ہیں۔ اور وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اس تصور کو سمجھ لیتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ قرآن مجید، سورۃ الذاریت آیت ۵۶

۲، طاہر سلطانی اردو حمد کا ارتقاء ص ۵۸، جہان حمد پبلی کیشنز، ۱۶/ اگست ۲۰۰۴ء

۳۔ ڈاکٹر جمیل جالبی تاریخ ادب اردو، ص ۳۲۔

۴۔ ایضاً

۵۔ طاہر سلطانی، اردو حمد کا ارتقاء، ص ۹۱

۶۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، ص ۳۷

۷۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، جلد اوّل، تاریخ ادب اردو، ص ۴

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۸۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد اوّل، ص۱۰۷۔

۹۔ دیوان عبد اللہ قطب شاہ، مرتبہ سید محمد، یم اسے مجلس اشاعت، دکنی مخطوطات، ص ا،۱۹۵۹ء۔

۱۰۔ انتخاب کلی قطب شاہ، مرتبہ سیدہ جعفر، ص ا، پبلیشر رام کرشن اتر پردیش، میر سی نشاط میر سیں، ۱۹۸۹

۱۱۔ اردو حمد کا ارتقاء، طاہر سلطانی، ص ۹۲

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۲۱

۱۳۔ مفتی سرور لاہوری-دیوانِ ایزدی، ص ۳

۱۴۔ طاہر سلطانی، اردو حمد کا ارتقاء، ص ۳۳۶، جہانِ حمد پبلشرز، ۲۰۰۴ء

۱۵۔ میر احتشام حسین صدیقی، اردو ادب کی تنقیدی تاریخ،-----------پرنٹر، لاہور، ۲۰۰۵ء۔

۱۶۔ اردو ڈائجسٹ، دسمبر ۱۹۷۱ء، ص ۱۷۲

۱۷۔ القرآن سورۃ حشر آیت۔۷

۱۸۔ دیوانِ درد، خواجہ میر درد، مرتب خلیل الرحمن------، ص ۱۱۹، زرین آرٹ پریس، ۱۹۸۸ء

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۱۵